Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.103, 2016 pp 157 - 162

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، اپریل۔جون ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۳

داستان ہیر و رانجھا کے فارسی نثر نگاروں پر ایک نظر

ڈاکٹر محمد صابر☆ عاصمہ امین☆☆

Abstract:

Heer Ranjha, is one of the most famous love stories of Indo-Pak Subcontinent. This painful story has a deep impact on Subcontinent's mystic & sufi literature. Although there are some other tales i.e. Sohni Mahinwal, Mirza Sahiban & Sassi Ponnun, but the reception of Heer Ranjha is exceptional and unprecedented. It has rather become a custom to recite the different passages from this tale in folk customs and even marriage ceremonies.

KEY WORDS: Heer Ranjha, Persian Story Tellers, Indo-Pakistan Subcontinent, Love & Passion.

یہ عشقیہ، پر درد و پر سوز داستان تقریباً پوری دنیا میں شہرت رکھتی ہے۔ جس کا تعلق پاکستان کے علاقہ جھنگ سر زمین پنجاب سے ہے۔ بعض محققین اس داستان کو اسلام سے پہلے قرار دیتے ہیں، لیکن اکثر محققین کا خیال ہے کہ اس داستان نے جلال الدین اکبر بادشاہ گورکانی (حک: ۹۶۳۔۱۰۱۴ق) کے عہد میں زیادہ شہرت پائی۔ ایک شاعر "دامودر اروڑا" کھتری جس کا تعلق صوبہ پنجاب کے شہر جھنگ سے تھا، اس نے اس داستان کو پنجابی زبان میں لکھا۔ اس کے بقول اس نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (ہوشیار پوری، ۸؛ صدیقی، ۱۸۱؛ ظہور الدین، ۲/ ۲۲۸)

داستان ہیر و رانجھا دنیا کی مختلف زبانوں پنجابی، سرائیکی، سندھی، بلوچی، پشتو، بنگالی، اردو، عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی وغیرہ میں لکھی گئی اور یہ غم انگیز داستان فارسی زبان میں منظوم اور منثور صورتوں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
☆☆ پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

میں لکھی گئی لیکن یہ فارسی میں زیادہ تر منظوم صورت میں ملتی ہے۔ اس کو فارسی زبان میں جن لوگوں نے منظوم لکھا، اُن کے نام درج ذیل ہیں۔سعید سعیدی، رستم علی، مسیتا چنابی، غلام احمد، باقی کولابی، سندر داس آرام، قمرالدین منت دہلوی، ضیاالدین ضیا، میر عظیم الدین ٹھٹھوی، دلی محمو خان لغاری، کنہیالال ہندی، حسین خان مھجور، قادر بخش بیدل، فتح محمد پنجابی وحشی، درویش محمد ایمن آبادی، موہن داس آزاد، آفرین لاہوری، میر محمد مراد لایق جونپوری، احمد یار خان یکتا خوشابی، رایزادہ دونی چند۔جن لوگوں نے اس داستان کو فارسی زبان میں منثور لکھا، اُن کی مختصر شرح درج ذیل ہے:

گورداس کھتری:

گورداس کا تعلق بارھویں صدی ہجری سے تھا۔ جس کے بارے ہمیں زیادہ اطلاعات نہیں ملتیں۔صرف یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کوہلی قوم اور سنکھترہ گاؤں کا رہائشی تھا۔اس کے آثار میں سے صرف داستان ہیرورانجھا ملتی ہے۔گورداس نے اس داستان کو جھنگ کے رہائشی دامودر اروڑا کے ہندی قصہ ہیرورانجھا سے لیا اور قصبہ بھیرہ کے رہائشی راجہ رام کھتری المعروف بہ گجرال سے سنا اور اس کو فارسی زبان میں منتقل کیا۔اس داستان کا سال تالیف صحیح طور پر مشخص نہیں۔

اس کا خطی نسخہ پروفیسر قاضی فضل حق گورنمنٹ کالج، لاہور کی ذاتی لائبریری میں محفوظ ہے جو ۱۱۲۱ق میں نمکسار میں لکھا گیا۔(محمد شفیع، ۹۱)

منسارام خوشابی:

منسارام برصغیر کا بارہویں صدی ہجری کا مشہور نثر نگار اور شاعر تھا۔اس کے بارے میں بھی ہمیں زیادہ اطلاعات نہیں ملتیں۔صرف یہی پتہ چلتا ہے کہ اس کے والد کا نام بھوانی داس غازی الدین خانی تھا اور محمد خوشحال خان قاقشال کا منشی تھا جو قادر آباد متصل پرگنہ ہزارہ، پاکستان کا رہائشی تھا۔منسارام نے تقریباً ۵۰ سال آصف جاھیان کے دربار میں خدمت کی (فتح نیا طبری، ۲۴۳)۔

اس کے آثار درج ذیل ہیں۔

۱۔ مرآت العارفین
۲۔ مرآت التوحید
۳۔ نازک خیالات
۴۔ ضوابط دربارۂ آصف جاہ/ قانونچہ
۵۔ مآثر نظامی
۶۔ ترجمۂ منظوم ومنثور ہیرورانجھا

ترجمۂ منظوم و منثور ہیر ورانجھا:

منسارام نے یہ داستان محمد خوشحال خان قاقشال کی خواہش پر فارسی زبان میں لکھی۔ (ظہور الدین،۳/۲۹۰) اور وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ راجہ رام کھتری ساکن بھیرہ سے سنا جو شاعر دامودر اروڑا ساکن جھنگ کے منظوم قصہ کو بہت اچھی طرح سے پڑھتا تھا۔ (ظہور الدین،۳/۲۹۰)

منسارام نے اس قصہ کو ۱۱۵۷ق/۱۷۴۴ء میں لکھا (صفا،۵/۱۵۴۳)۔اور اس نے سال تالیف یوں ذکر کیا ہے۔

سال تاریخ خود گواهی داو "عشق رانجھہ و هیر صادق بود"

۱۱۵۷ق (ظہور الدین،۳/۲۹۰)

اس قصہ کی نثر متکلف اور مصنوع ہے۔اور اس میں بعض جگہوں پر منشیانہ اسلوب بھی دکھائی دیتا ہے۔

اس کے خطی نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔اُن میں سے ایک ذخیرہ شیرانی،شمارہ ۱۰۶۵ پنجاب یونیورسٹی،لاہور میں محفوظ ہے۔(بشیر حسین،۳/ ۴۳۷)

منشی شیوک رام:

منشی شیوک رام بارہویں صدی ہجری قمری کا شاعر اور نثر نگار تھا۔اس کے بارے میں بھی ہمیں زیادہ اطلاعات میسر نہیں ہیں۔صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ اس کا تعلق سندھ کے شہر ٹھٹھ سے تھا اور شاعری میں عطارد تخلص استعمال کیا کرتا تھا اور وہ محسن ٹھٹھوی کا شاگرد اور دوست میر علی شیر قانع کا دوست تھا۔اس نے شروع میں غربت اور گمنامی میں زندگی بسر کی۔پھر میر بجر خان نے اس کو کلھوڑا خاندان کے ہاں متعارف کرایا اور وہاں میاں غلام شاہ اور میاں محمد سرفراز خان حاکمان سرزمین سندھ کے ہاں منشی ہو گیا اور ان دونوں کی مدح سرائی کرتا رہا۔ وہ ۱۱۹۵ق/ ۱۷۸۱ء میں اس فانی دنیا سے وفات پا گیا۔(ہوشیار پوری، ۵۲۔ ۵۳؛بزرگر،۱۷۸۵)۔ اس کے آثار درج ذیل ہیں:

۱۔ دیوان عطارد ۲۔ انشائے عطارد ۳۔ محبت نامہ

محبت نامہ:

اس میں داستان ہیر ورانجھا درج ہے،جسکی نثر مسجع ہے۔اُس نے اس داستان کو میاں محمد سرفراز

خان کے حکم سے لکھنا شروع کیا۔لیکن زندگی نے اس کو مزید مہلت نہ دی جس کی وجہ سے وہ اس کو مکمل نہ کر سکا، پھر ایک شخص محمد لائق نے اس داستان کو مکمل کیا۔ (ہوشیار پوری، ۵۴؛ برزگر، ۲۷۳۷)

اس کا خطی نسخہ شمارہ ۱۴۹ گوشۂ ادب لائبریری گڑھی یاسین شکار پور، سندھ میں محفوظ ہے۔ جو ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ (منزوی، ۶/۱۱۵۹)

وزیر علی عبرتی:

وزیر علی متخلص بہ عبرتی شاعر، نثر نگار اور تذکرہ نویس تھا۔ جسکا تعلق بارہ نزد عظیم آباد (پٹنا، ہند) سے تھا۔ وہاں وہ عظیم آباد میں راجہ پیاری لعل الفتی دہلوی سے پڑھتا رہا اور عربی اور فارسی زبانوں میں مہارت پائی۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد رئیس الامرا روشن الملک مبارک الدولہ نواب محمد مہدی قلی خان بھادر شوکت جنگ سے جاملا۔ جب فخر الامرا مبارز الملک ضیاء الدولہ سید محمد حسن بھادر تھور جنگ کلکتہ سے عظیم آباد آیا تو وزیر علی عبرتی اس کے ہاں منشی ہوگیا۔ اور اسی کے ساتھ بنارس چلا گیا اور وہاں سے کلکتہ اور ڈھاکہ کا بھی سفر کیا۔ بالآخر ۱۲۵۰ق عظیم آباد واپس لوٹ آیا اور وہاں راجہ بھوپ سنگھ متخلص بہ والا کا ملازم ہوگیا۔ اور مہپت سنگھ فرزند راجہ بھوپ سنگھ کا استاد بھی رہا اور ۱۲۶۶ق سے پہلے نظارت کے منصب پر بھی مامور رہا۔ لیکن رائے شنکر لعل، دیوان عظیم آباد کی خیانت کے باعث مجبوراً اس نے اس شغل کو ترک کر دیا اور پھر نواب سید ولایت علی خان کے ہاں ملازم ہوگیا اور ۱۲۶۸ق میں وفات پا گیا۔

اس کے آثار درج ذیل ہیں:

۱۔ معراج الخیال ۲۔ ریاض الافکار ۳۔ اعجاز المحبت ۴۔ معراج العشاق

۵۔ شبستان اقامت در احوال پیامبر و امامان ۶۔ آتشکدۂ عشق

۷۔ مدینۂ الحکایات ۸۔ یوسف وزلیخا ۹۔ جام جہان نما

۱۰۔ مصباح الاخلاق ۱۱۔ سراج المحبت

سراج المحبت:

اس نے یہ داستان ۱۲۵۳ق میں لکھی اور میر قمر الدین منت دھلوی کی مثنوی ہیر ورانجھا کو نثری صورت میں منتقل کیا۔ جس کا خطی نسخہ شمارہ ۱۴۸ / ۵۲۸ . N. M نیشنل میوزیم، کراچی میں محفوظ ہے (نقوی، ۵۳۶۔۵۴۵؛ برزگر، ۷۴۸)۔

بسنت سنگھ نشاط:

بسنت سنگھ نشاط کا تعلق تیرہویں صدی ہجری قمری سے تھا، جس کے باپ کا نام سندر سنگھ تھا اور اکبر شاہ دوم (۱۲۲۱۔۱۲۵۳ق/ ۱۸۰۶۔۱۸۳۸) کے عہد سے تعلق تھا۔

اس کے آثار میں سے ''رانجھا و ہیر'' ہے جس کو اس نے ہندی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کیا۔ جس میں حمد، نعت اور اکبر شاہ دوم کی مدح بھی درج ہے۔

جس کا خطی نسخہ شمارہ ۲۶۲/۲۷۸ ذخیرہ محمد شفیع مرکزی لائبریری پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں محفوظ ہے، جس کا آغاز و انجام پھٹا ہوا ہے اور یہ خطی نسخہ ۹۴ اوراق پر مشتمل ہے (منزوی، ۶/ ۱۰۶۷)۔

فضل کریم:

جس کے احوال ہمیں نہیں ملتے۔ اس کے آثار میں سے صرف داستان ہیر و رانجھا دکھائی دیتی ہے۔ جس کو اس نے ہندی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ جس کا خطی نسخہ مولانا قدرت اللہ کی ذاتی لائبریری بھلول، سرگودھا میں محفوظ ہے۔ جو خط نستعلیق میں تیرہویں صدی ہجری قمری کے آخر میں لکھا گیا اور یہ خطی نسخہ ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز: سپاس و ستایش و خدایی را کہ خالق کون و مکان است و درود و سلام بر ھادی دو جھان حبیب کبریا۔۔۔۔می گوید بندہ خاکسار حقیر فضل کریم۔ (منزوی، ۶/ ۱۱۹۶)

آقای علی بیگ:

اس کے بھی احوال ہمیں نہیں ملتے، صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ اس نے ۱۳۳۰ق میں فارسی نثر میں داستان ہیر و رانجھا لکھی۔ (صدیقی، ۱۹۶)

☆☆☆☆

منابع و مآخذ:

۱۔ برزگر، حسین کشتلی، شیواک رام، دانشنامۂ ادبِ فارسی در شبہ قارۂ بہ سرپرستی حسن انوشہ، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۸۰ش۔

۲۔ بشیر حسین، فہرست مخطوطات شیرانی، ادارۂ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۳ء۔

۳۔ صدیقی، طاہرہ، داستان سرایی فارسی در شبہ قارہ در دورۂ تیموریان، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۷۷ش۔

۴۔ صفا، ذبیح اللہ، تاریخ ادبیات در ایران، انتشاراتِ فردوس، تہران، ۱۳۷۰ش۔

۵۔ ظہورالدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۷ء۔

۶۔ فتح نیا طبری، مژگان، منسارام خوشابی، دانشنامۂ ادب فارسی در شبہ قارہ، بہ سرپرستی حسن انوشہ، وزارت فرہنگ ارشادِ اسلامی، تہران، ۱۳۸۰ش۔

۷۔ محمد شفیع، مولوی، پنجاب کے دو مشہور قصے، مجلہ اورینٹل کالج میگزین، دانشگاہ پنجاب، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۲۷ء۔

۸۔ منزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۶۵ش۔

۹۔ نقوی، علی رضا، تذکرہ نویسی فارسی در ھند و پاکستان، انتشارات علمی، تہران، ۱۳۴۳ش۔

۱۰۔ ہوشیار پوری، حفیظ، مثنویات ہیر ورانجھا، سندھی ادبی بورڈ، کراچی، ۱۹۵۷ء۔

❁……❁……❁